

تختوان الضوابط في قيام الامام في الحرب

مكتبة دار الفکر الاسلامیہ لاہور

مكتبة دار الفکر الاسلامیہ لاہور

مكتبة دار الفکر الاسلامیہ لاہور



مكتبة دار الفکر الاسلامیہ لاہور



دار الفکر الاسلامیہ لاہور
Al-Farooq Network

تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب

(محراب میں قیام امام سے متعلق درتگی کے تاج)

(محراب کے معنی اور امام کے محراب میں کھڑا ہونے پر نفیس بحث)

مسئلہ از جبل پر قریب مسجد کو قرانی مدرسہ مولانا محمد عبد السلام صاحب قادری برکاتی

۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

حمد و صلوة کے بعد کیا فرماتے ہیں ہمارے سربراہ و
آقا، مرشد، ہمارے آج اور کل کے لئے ذخیرہ،
دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ، اللہ رب العالمین
کی نشانیں میں سے ایک نشان، مسلمانوں پر
اللہ کی نعمت، تبحر علم سے زیادہ صاحبِ علم
فضل سے افضل، تاج المحققین، سراج المدققین،
فتاویٰ اور اصحابِ فتاویٰ کے شیخ، صاحب
مقامات کاظمہ اور کمالات زاہرہ و باہرہ، صاحب
محبت قاسمہ، مجدد مائتہ حاضرہ، علامہ اجل و اکمل
نہ بھلنے والے حمد و ثنا کو کہنے والے، علوم کے
سمندر، مخفی رازوں کے واضح کرنے والے، علم
الشرعیہ، سنت کو زندہ کرنے والے، عظیم محدث و

امام بعد ما یقول سیدنا و سندنا و مولانا
و مرشدنا و الذخر لیمنا و عندنا و میلنا
و برکتنا فی الدنیا و الدین اویۃ من
آیات اللہ رب العالمین نعمۃ اللہ علی
المسلمین اعلم العلماء المتبحرین
افضل الفضلاء المتصدربین تاج المحققین
سراج المدققین مالک الحرمۃ الفتاویٰ و
المفتیین ذوالمقامات الفاخرۃ و الکمالات
الزاهرۃ الباہرۃ صاحب الحجۃ القادرۃ محمد
المائتۃ المحاضرۃ العلامة الاجل الابجد حلل
عقدہ ما لا یحل بحرا العلوم کاشف السر
المکتوم صدر الشریعۃ نجی السنۃ المحدث

فقیر، جن کی مثالیں نہیں، آپ کے افکار عالیہ ہمیشہ نہایت ہی مشکل پیچیدگیوں کو واضح کرتے ہیں، اور آپ کے اسرار کے نور اس مقصد کی مشکلات روشن کرتے ہیں۔

سوال اول مقررہ امام اگر محراب چھوڑ کر مسجد یا مسجد محراب کے مقابل درمیان میں کھڑا ہوا تو کیا مقام مقررہ کا چھوڑنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو رد المحتار کے باب الامامت کی اس عبارت کو غائب ہے کہ یہ اس امام مقرر کے لئے ہے جو جماعت کثیرہ کا ہو تاکہ اس کا وسط میں کھڑا نہ ہونا لازم آئے اور اگر ایسی صورت نہیں تو کراہت نہیں، کا کیا معنی ہوگا؟ اور مکروہ نہیں تو اس کتاب کے باب مکروہات نماز میں تحریر ہے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر امام نے محراب چھوڑ دیا اور دوسری جگہ کھڑا ہو گیا تو مکروہ ہے اگرچہ اس کا قیام صحت کے درمیان میں ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا یہ عمل امت کے عل کے خلاف ہے اور یہ بات مقررہ امام میں واضح ہے جو غیر مقررہ امام اور منفرد میں نہیں، تو اس کا منہم کیا ہوگا؟ پہلی عبارت سے یہ سمجھ آ رہا ہے کہ ترک محراب کراہت کا سبب نہیں بلکہ وسط میں کھڑا نہ ہونا سبب کراہت ہے لہذا اگر مقررہ امام بھی محراب ترک کر دے اور کسی اور مقام پر اس کے محاذات میں صحت کے مطابق

الغیرہ العدیہم النظر التحریز لانت الت
لواضع افکارہ توضیح خواص
المشکلات وافوار اسرارہ محل المضلات فی
هذا المرام۔

سوال اول امام راتب اگر محراب راگزاشتہ در مسجد یا در محلی بازا سے وسط قیام نماید آیا اس ترک مقام صحت و مقام دیگر محراب مکروہ باشد یا نہ بر تقدیر اول و پنجم در کتاب مستطاب رد المحتار در باب الامامت مذکور است و انظار ان هذا فی الامام الراتب لجماعة کثیرة لئلا یلزم عدم قیامه فی الوسط فلو لم یلزم ذلك لایکرة فاما لمواد منه و بر تقدیر ثانی آنچه در همان کتاب ذکر است الصلوة مسطور است و مقتضاه امت الامام لو ترک المحراب وقام فی غیره یکره ولو کان قیامه وسط الصف لانه خلاف عمل الامة و هو ظاهر فی الامام الراتب دون غیره والمنقذ انما هو المستفاد عنه از عبارت ادنی مفہوم می شود کہ ترک محراب سبب کراہت نیست بلکہ لزوم عدم قیام فی الوسط باعث کراہت است پس اگر امام راتب ہم ترک محراب نموده در غیر محراب بجا آید وسط صحت

رد المحتار مطلب فی کراہت قیام الامام فی غیر المحراب
رد المحتار مطلب اذا تردد الحكم بين سنت وجبت
مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵۶۸/۱
۶۳۶/۱

قیام نماید در مسجد باشد یا در محلی مسجد با جماعت
قلیل کہ از عدم محاذات وسط صفت لازم نیاید
مکروه نباشد و از عبارات اخروی مستفاد می شود کہ
امام را تب را ترک محراب و قیام در غیر محراب مطلقاً اگر چه
بآنانست وسط صفت باشد و هر گاه بود اندرون مسجد
یا بیرون مسجد در محلی و غیره مکروه باشد لکن خلاف
عمل الامه و ظاهر همانند عمل المتحاب و
التحابی بینهما فلیکن التطبيق -

سوال دوم قیام امام در محراب بطوریکه مصرح
فقہائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ است یعنی قیام
خاص جہ و سجودہ فیدہ چرک دارد مبارک است
امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ در جامع صغری فرماید حسن
یعقوب بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ
لا بأس ان یکون مقام الامام فی المسجد
وسجودہ فی الطاق ویکرم ان یقوم فی
الطاق أم وھکذا فی الھدایۃ و
در کتاب الآثار می نویسند اما نحن فلا نسوی
بأسا ان یقوم بجبال الطاق مالہ یدخل
فیہ اذا کان مقامہ خاص جماعتہ و
سجودہ فیہ وھو قول ابی حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ فیہم
من ہذا العباس امت

کھڑا برخواہ مسجد کے اندر ہو یا محلی مسجد میں با جماعت
قلیل ہو تاکہ وسط صفت کی عدم محاذات لازم نہ آئے
تو یہاں کراہت نہ ہوگی و در دوسری عبارت سے پتا
چلتا ہے کہ مقرر امام کا محراب کو ترک کر کے غیر محراب میں
کھڑا ہونا خواہ صفت کے وسط میں ہو اندرون مسجد
یا محلی مسجد میں ہر جگہ مکروه ہے کیونکہ یہ عمل امت کے
خلاف ہے اور ان دونوں عبارات میں بظاہر تضاد
منافات ہے ان میں تطبیق کیسے ہوگی؟

سوال دوم امام کا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا
جو فقہاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے یعنی خود
خارج میں کھڑا برخواہ مسجد و محراب میں کہے کیا حکم
رکعت سے مبارک یا سنت؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے
جامع صغریٰ فرمایا کہ امام یعقوب نے امام اعظم
ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ امام کا مسجد
میں کھڑا ہونا محراب میں سجودہ کرنے میں کوئی حرج نہیں
البتہ محراب میں کھڑا ہونا مکروه ہے اور ہا یہ
میں بھی اسی طرح ہے اور کتاب الآثار میں امام محمد
لکھتے ہیں کہ رہا معاملہ ہمارا تو اگر امام محراب کے گوشے
میں کھڑا بر بشرطیکہ اس میں داخل نہ ہو اور اس کی
قیام گاہ اس سے باہر ہو اور مسجد اس کے اندر ہو
تو چارے نزدیک کوئی حرج نہیں اور امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی موقف ہے ان تمام عبارات

الاذن والرخصة فيه وازاكثر كتب معتدة فقيه
ہم از مطلق مفہوم می شود کہ عبارات متون و شروع
معتبره مشهوره ویکوہ قیام الامام فی الطلاق و لایکروہ سجود
فی الطلاق اذا کان قائما خاص بر الحجاب امر ملخصا
یعنی کنز، لا سجود فیه و قد صاف
خارج الخ مختصرا و مختارا، لایکروہ انت
قام الامام فی المسجد و یجوز فی الطلاق
المنقصر و اقصا فی و غیرها من
العبارات المتقاسمة بها
مشعر ہیں معنی خواہند مطہ از این تصریحات
معلوم می شود کہ قیام امام در محراب بطور مذکور مباح
جائز است نہ کہ سنت و مندوب پس از ترک
محراب و قیام در غیر آن هیچ گاہی لازم نیاید
اما علامہ محقق شامی رحمۃ اللہ علیہ در رد المحتار
از معراج الدایہ و مبسوط نقل می کنند باینند
السنة ان يقوم في المحراب
ليعتدل الطرفان ولو
قام في احد جانبي
الصفت يكره الخ ايضا السنة ان
يقوم الامام اناء وسط الصفت الا تترك

ہی محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اجازت و رخصت
ہے، اور اکثر کتب فقہی معتدہ ہیں ان سے بھی مطلق
جواز مفہوم ہوتا ہے کہ نہ کہ مشہور متون اور شروحات
میں درج ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے
مگر محراب میں سجدہ کرنا مکروہ نہیں جبکہ وہ خارج محراب
کھڑا ہو اور تلخیصا یعنی کنز، محراب میں اس کا سجدہ
مکروہ نہیں جبکہ اس کے قدم محراب سے خارج ہوں
الواختصاراً، و رد المحتار میں ہے اگر امام مسجد میں کھڑا ہو
اور سجدہ محراب میں ہو تو کراہت نہیں الخ اختصاراً،
تمتانی اور دیگر کتب میں ایسی ہی قریب المعنی عبارات
ہیں جن سے یہی معنی مترشح ہوتا ہے، ان تمام تصریحات
سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام کا محراب میں مذکورہ طریقہ
پر کھڑا ہونا جائز و مباح ہے سنت و مندوب نہیں
لہذا محراب کا ترک اور دوسری جگہ کھڑے ہونے سے
کراہت لازم نہیں آتی۔ لیکن علامہ محقق شامی رحمۃ اللہ
علیہ نے رد المحتار میں معراج الدایہ اور مبسوط سے
نقل کیا کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ
دونوں اطراف میں اعتدال ہو جائے، اگر کسی ایک جانب
کھڑا ہوا تو کراہت ہوگی الخ و لا یہ بھی ہے امام کا
وسط صفت کے مقابل کھڑا ہونا سنت ہے کیا آپ نے

۲۳/۱	مطبوعہ ذریعہ رضویہ سکھر	باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا	سہ عینی علی الکفر
۹۲/۱	مطبوعہ مجتہبیاتی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ الخ	سہ رد مختار
۱۹۴/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قافوس ایران	۔۔۔۔۔	سہ جامع الرموز للفتاویٰ فصلی
۵۶۸/۱	ایچ ایم سعید پبلی کراچی	۔۔۔۔۔	سہ رد المحتار مطلب فی کراہت قیام الامام فی غیر المحراب

ان المحارِب ما نصبت الاوسط الماحِد
 وحسب عینت لمقام الامام فی الصلوة
 والاکھب ما روی عن ابی حنیفة انه قال
 اکره ان یقوم بین السائتین اوفی زاویة
 اوفی ناحية المسجد او الی ساریة لانه
 خلاف عمل الامة قال علیه الصلوة و
 السلام توسطوا الامام الخ وازناتارخانیہ
 می آزند ویکرہ انت یقوم فی غیر
 المحراب الا بغیرۃ و نیز می نمایند
 یفہم من قوله او الی ساریة کراہة
 قیام الامام فی غیر المحراب و یؤیدہ
 قوله قبلہ السنة انت یقوم فی المحراب
 و کذا اقولہ فی موضعہ أخر و البسنت ان
 یقوم الامام انما توسط الصف الخ
 أخر ما هو العتقول والمنکور فیہ کل
 ذلک یدل علی ان السنة للامام انت
 یقوم فی المحراب ویکرہ ان یقوم فی غیرہ
 فخاصوۃ التطبيق بین ہذا الاقوال المختلفة
 اوالترجیح لواحده علی وجه یتبعین
 بہ الصواب والحکم الصحیح آیا امام راتب

نہیں دیکھا کہ محراب میں مساجد کے درمیان بنائی جاتی
 ہیں جو امام کے مقام کا بھی تعین کر دیتی ہیں اور اصح
 قول جو امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ میں امام کا دو
 ستونوں کے درمیان یا زاویہ یا مسجد کے گوشے یا
 ستون کی طرف کھڑا ہوں گے کرنا پسند کرتا ہوں کیونکہ
 یہ عمل امت کے خلاف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و
 السلام نے فرمایا، امام کو درمیان میں کھڑا کرو۔
 تاہم رخانیہ میں ہے کہ امام کا ضرورت کے بغیر
 محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ
 امام صاحب کے قول "یا ستون کی طرف" سے
 معلوم ہوتا ہے کہ غیر محراب میں امام کا قیام مکروہ ہے
 اس کی تائید اس پہلے قول سے ہوئی ہے کہ محراب
 میں کھڑا ہونا سنت ہے، اسی طرح دوسرے مقام
 پر ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام وسط صف کے مقابل
 کھڑا ہو اس بارے میں جو کچھ منقول و مذکور ہے
 وہ تمام اس پر دال ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا
 ہونا سنت ہے اور غیر محراب میں قیام مکروہ ہے،
 قراب ان مختلف اقوال میں تطبیق کیسے ہوگی یا ان
 میں سے کسی ایک کو ترجیح کیسے دی جائے تاکہ درست
 راستے اور حکم صحیح واضح و متعین ہو جائے، کیا امام کا

۵۶۸/۱	مطبوعہ ایک ایم سعید پبلی کراچی	باب الامة	ملہ رد المحتار
۶۴۶/۱	" " " "	باب ما یفید الصلوة وما یکو فیہا	ملہ رد المحتار
۵۶۸/۱	" " " "	مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب	ملہ رد المحتار
"	" " " "	" " " "	ملہ " " " "

محراب کے محاذی محو مسجد میں قیام جیسا کہ ہمارے علاقے میں متعارف ہے بنا بر اعتبار فرق مسجد صغی و شتوی جائز ہے یا کوئی اور صورت ہے اس بارگاہ میں سوال ہے جو بلند، اعلیٰ، محبوب، پاکیزہ و مقدس ہے کہ یہاں اس مقام کی ایسی تحقیق اور مقصد کی وضاحت عطا فرمائے جس سے مشکل حل ہو جائے اور ذہن مطمئن ہو جائے۔ (ت)

ببینا تو جدوا۔ فقیر حقیر مستہام غلام تراب الاقدام اذی غلام المحضہ عالی مقام احقر الطبر محمد عبد السلام سنی حنفی قادری جلیپوری عفی عنہ۔

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد بر خیر منیر ہدی غیر مولنا الفاضل الکامل العالم الدال السنی المتقی الحقنی الرقی الصنی الکی الذکی الشعی السنی الجلیل الجلیل انور الشاہ محمد عبد السلام القادری البرکاتی السنی الحقنی سلمہ اللہ تعالیٰ بالعرض والاکرام والسلام والسلام وحایۃ الاسلام وجنتہ وایہ دار السلام آمین آمین یا ذالجلال والاکرام مستتر نیست کہ مستتر مسلم سامی برچار سوال اشمال دارد یک نفی تنافی از دو عبارت علامہ شامی کہ جہت بنائے کراہت در حق امام عسدم توسط صفت راداشتر است نہ ترک محراب راتا آنکہ اگر میانہ صفت ایستہ کراہت نبود اگرچہ ترک محراب گویہ و دیگر بانفس ترک شدہ اتا آنکہ اگر در غیر محراب ایستہ کراہت باشد گویانہ صفت یا نفس دوم دفع

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد بر خیر منیر ہدی غیر مولنا الفاضل الکامل العالم الدال السنی المتقی الحقنی الرقی الصنی الکی الذکی الشعی السنی الجلیل الجلیل انور الشاہ محمد عبد السلام القادری البرکاتی السنی الحقنی سلمہ اللہ تعالیٰ بالعرض والاکرام والسلام والسلام وحایۃ الاسلام وجنتہ وایہ دار السلام آمین آمین یا ذالجلال والاکرام مستتر نیست کہ مستتر مسلم سامی برچار سوال اشمال دارد یک نفی تنافی از دو عبارت علامہ شامی کہ جہت بنائے کراہت در حق امام عسدم توسط صفت راداشتر است نہ ترک محراب راتا آنکہ اگر میانہ صفت ایستہ کراہت نبود اگرچہ ترک محراب گویہ و دیگر بانفس ترک شدہ اتا آنکہ اگر در غیر محراب ایستہ کراہت باشد گویانہ صفت یا نفس دوم دفع

تدافیع از تنصیحات متون وغیرہا کہ قیام در نفس
محراب را مکروہ فرمودہ اند و یا زائے اداستادن
را چنانکہ سجدہ در محراب اقتدیر لفظاً باس مہ کہ
مفید مجرد اباحت عاری از فضیلت بلکہ در غالب
اطلاق مشہور کراہت است تعبیر فرودہ، و تصریحات
بمسطوط امام خواہر زادہ و معراج الدلایہ و تاتارخانیہ
و غیرہا کہ قیام امام در محراب سنت است و ترکش
موجب کراہت و اسارت، سوم آنکہ امام راتب
را ترک محراب باوصف توسط صفت و در سجدہ
صیغی خواہ شستوی مکروہ باشد یا خیر، چہارم
آنکہ امام را بازائے محراب ایستادن چنانکہ
سجدہ درون طاق باشد سنت و وجہ فضیلت
ست یا محض مباح، و سوال پیشین متشابه و
متماثل است عبارت اول شامی کہ ترک محراب
را وجہ ایراث کراہت نہاشت بانصوص متون
موافق می آید کہ قیام بازائے محراب را لا باس
بہ گفتند پیدا است کہ ترک مباح کراہتہ ندارد
و عبارت دومش با قول بسطوط و ناصر مشایعت
نماید کہ قیام فی المحراب چون مسنون است نفس
ترکش ہر آئینہ مکروہ و زہنون مست و سوال
سوم نیز از ہمین مناشی ناشی آمدہ کہ اونیز از
کراہت و عدم کراہت ترک محراب مستحسن می راند
و اگر نیکو بنگرند سوال چہارم نیز از ہمین گریبان
بر برزودہ زیر آید چنانکہ تصریحات ائمہ مذہب قیام
در نفس طاق مکروہ است لا جرم آنجا کہ حکم فضیلت

دوسری بجز کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہے خواہ وہ در میان
صفت ہی کھڑا ہوا ہو، دوم متون وغیرہ کی
نصوص کے درمیان اختلاف کا تدافیع ہے کہ بعض میں ہے
کہ محراب میں قیام مکروہ ہے اور اس کے سامنے کھڑا ہونا
اور سجدہ محراب میں کھڑے کی صورت کو اس میں کوئی عرج
نہیں کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جو اس بات پر دال ہے
کہ یہ مباح ہے اور فضیلت سے عاری ہے بلکہ اغلب
طور پر ان کا اطلاق کراہت پر ہوتا ہے، دوسرے متون
مثلاً بسطوط امام خواہر زادہ، معراج الدلایہ اور تاتارخانیہ
وغیرہ میں ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے
اور اس کا ترک کراہت و اسارت کا موجب ہے نیز
یہ کہ امام مقررہ کا محراب کو چھوڑنا خواہ مسجد صیغی ہو یا
شستوی اگرچہ وہ صفت کے درمیان ہی کھڑا ہو مکروہ ہے
یا نہیں۔ چہارم یہ کہ امام کا محراب کے سامنے اس طرح
کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب کے اندر ہو، سنت اور سب
فضیلت ہے یا صرف مباح، پہلے دونوں سوالات
ایک دوسرے سے ملے جلتے ہیں۔ امام شامی کی
پہلی عبارت کہ امام کا ترک محراب مکروہ نہیں ان نصوص
متون کے موافق ہے کہ امام کا مقابل محراب کھڑا ہونے
میں کوئی عرج نہیں کیونکہ ترک مباح میں کراہت
نہیں ہوتی، دوسری عبارت شامی کی بسطوط وغیرہ
کتب کے مناسب موافق ہے کہ جب امام کا محراب
میں کھڑا ہونا مسنون ہے تو اس کا ترک بہر طور مکروہ
ہوگا۔ تیسرا سوال بھی اسی تشابہ کی بنا پر پیدا ہوا کہ
ترک محراب کی کراہت و عدم کراہت ہے یا نہیں اگر

یا سلب کراہت کنند مراد نباشد مگر قیام
بازائے اوقیانوس پس سوال از دو شقی فضیلت و
اباحت حضرت راجع شود بخلاف مافی المتون
والمبسوط پس گرچه کہ این حسب باید کشود
بہین ست کہ معنی قیام فی المحراب و
عکس در حق امام از کراہت و اباحت و
استجاب حدیث و ہر چہ منقہ شود در
کلمات کرام این حسبہ متنافی
ست۔

اے متحسین جانتے ہیں تو تو تھا سوال اسی سے جنم لگا
کیونکہ جب از مذہب کی تصریحات ہیں کہ محراب میں
کھڑا ہونا مکروہ ہے تو اب ہر صورت فضیلت یا
عدم کراہت کا حکم نہیں ہو سکتا مگر اس صورت میں
جب قیام محراب کے مقابل ہو پس ان دو شقیوں کی
وجہ سے فضیلت و اباحت حضرت کا سوال متون اور
مبسوط میں مخالفت و تضاد کی طرف راجع ہو گیا ایسا
اس بات کا یا نہ ضروری ہے کہ امام کا محراب میں
کھڑے ہونے کا معنی و مفہوم کیا ہے، امام کے حق
میں اس کا کیا حکم ہے مکروہ، مباح یا مستحب ہے
جب ان بزرگوں کے کلمات سے یہ واضح ہو جائیگا
تو (پھر دیکھنا ہے کہ) منافات کیا ہے!

فقیر اللہ تعالیٰ اسے صاف کرے، گناہ کے لئے
سنت قرار دینا اور اس میں کوئی عرج نہیں، گناہ
اس پر منافات کا دور کرنا نہایت ہی آسان ہے
کیونکہ "لا باس بہ" کے کلمات دفع دہم کے لئے بھی
آجاتے ہیں اگرچہ وہ کام سنت بلکہ واجب بھی ہو۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "اصفا و مروہ
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو بیت اللہ
کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ
ان دونوں کا طواف کرے۔" حضرت عروہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی خالہ ام المومنین محبوبہ
محبوبہ بنت النخعیین سے فرمایا: "عزیزت حدیث (اللہ تعالیٰ کا)

فقیر کو یہ یغفر اللہ لہ۔ اما دفع
تذایع میان حکم سنت و تعبیر بلا باس بہ بنفسہ
ظاہر خود آسان ست کلمہ لا باس کہ ہے برائے
دفع تو ہم باس آید کہ آن کا خود سنت بلکہ واجب
باس قال اللہ تعالیٰ ان الصفا والمروۃ
من شعائر اللہ فمن حج البیت
او اعتمر فلا جناح علیہ ان
یطوف بہما عروہ بن الزبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما قال اشہد ان المومنین محبوسہ
محبوبہ رب العالمین عارضہ صدیقہ
بنست الصدوق علی اللہ تعالیٰ علیٰ علیہا اکرم

وایہا وعلیہا وسلم را ازیں آیت پر سیدہ گفت
 فواللہ ما علی احد جناح ان لا یطوف
 بالصفاء والمروۃ ام المؤمنین فمن روي
 ما قلت يا ابن النخعي ان هذه
 لو كانت كما ادلتها علیہ كانت
 لا جناح علیہ ان لا یطوف
 بهما ولكنهما انزلت في الانحصار
 كانوا قبل ان یسلموا یطوف
 لمناة الطاغیة التي كانوا یعبدون
 عند المثل فکانت معن اهل
 یتحرج ان یطوف بالصفاء والمروۃ
 فلما اسلموا سئلوا رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم عن ذلك فقالوا
 یا رسول اللہ انکنا نخرج ان نطوف
 بین الصفاء والمروۃ فانسزل اللہ
 تعالیٰ ان الصفاء والمروۃ
 من شعائر اللہ الایة وقد سن رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الطواف
 بینہما فلیس لاحد ان یتروک
 الطواف بینہما نظر کر دینی است ام المؤمنین
 چنان نفی حرج را بر دفع توہم حرج فرود آورد ہم حرج
 را یک دم وکیل ساطع رو کرد کہ اگر چنان بود سے
 لاجناح علیہ ان لا یطوف بود سے

مذکور فاذن ان کے اندر گرائی خود ان کی ذات پر رحمت و
 سلام نازل فرماتے سے اس آیت مبارکہ کے بارے
 میں پوچھتے ہوئے کہا اللہ کی قسم صفاء و مروہ کا طواف
 نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں تو ام المؤمنین نے فرمایا
 اسے جتنیے! تو نے بہتر قول نہیں کیا اگر اس کا معنی
 یہی ہوتا جو تو نے کیا ہے تو اس کے الفاظوں
 ہوتے نہیں گناہ اس پر اگر وہ ان کا طواف نہ کرے
 لیکن یہ تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام
 سے پہلے مقام مشرک میں مناة کی عبادت کیا کرتے
 تھے تو ان میں سے جو شخص حج کے لئے آتا وہ صفاء
 و مروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتا جب انصار
 اسلام لائے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کرتے ہوئے
 عرض کیا کہ ہم صفاء و مروہ کے طواف میں حرج محسوس
 کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ
 صفاء و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہیں (الایۃ الذیہ تروا)
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صفاء و مروہ کے درمیان
 طواف کو سنت قرار دیا تو اب کوئی ان کے طواف
 کو ترک نہیں کر سکتا۔ دیکھا ام المؤمنین نے نفی حرج
 کو دفع توہم پر چسپاں کرتے ہوئے حضرت عروہ کے
 وہ کہہ کر واضح دلیل سے ذکر دیا کہ اگر معاملہ ایسے ہوتا
 تو انفاذ یہ ہوتے "نہیں گناہ اس پر کہ ان دونوں
 کا طواف نہ کرے" ان کا طواف کرے کے الفاظ

انہ ان یطوف یعنی منافی وجوب نفی حرج از ترک است
 تر از فعلی کہ او خود لازم وجوب است زیرا کہ
 واجب را در ترک حرج باشد و
 ثبوت حرج در ان مستلزم انتفاء آن
 از فعل است و اثبات لازم منافی ثبوت
 لازم نباشد بگوئید مگر آن است از منافی
 شریعت را با لطف و انحصار فقط ادا فرمود
 و بسہ چون عروہ این حکایت پیش ابو بکر بن عبد الرحمن
 بن عمار بن ہشام برو ابو بکر گفت ان هذا
 لصلوہ آیت را چہ و مگر از اہل علم آورو کہ
 ذکر اللہ تعالی الطواف بالبيت و لم یسئلوا
 الصفا و المروة فی الطواف قالوا
 یا رسول اللہ کما ظننہ بالصفا و المروة
 و امت اللہ تعالی انزل الطواف
 بالبيت فلم یذكر الصفا و المروة علینا من
 حرج و امت ظننہ بالصفا و المروة
 فانزل اللہ تعالی امت الصفا و
 المروة من شعائر اللہ الایۃ
 قال ابو بکر فاسمع هذه الایۃ نزلت
 فی الفریقین ^۱ لوداء الشیخین میں دیگر
 نیز از عثمان وادی ست کما لا یخفی
 در رد المحتار باب ما یکبر فی
 الصلوة قبیل احکام المسجد

نہ ہوتے یعنی وجوب کے منافی ترک سے حرج کی نفی
 ہے، فعل سے حرج کی نفی منافی نہیں، فعل تو خود
 لازم واجب ہے کیونکہ ترک واجب میں حرج ہے اور
 اس میں ثبوت حرج اس بات کو مستلزم ہے کہ اس
 فعل کی نفی ہو اور کسی لازم کا اثبات ملزم کے ثبوت کے
 منافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے نوکہ اور ثابت کرنے
 والا ہوتا ہے، اس مبارک معنی کو انھوں نے کتنے
 احسن اختصار کے ساتھ بیان فرمادیا، یہی وجہ ہے
 کہ جب یہ بات حضرت عروہ نے ابو بکر بن عبد الرحمن
 بن عمار بن ہشام کے سامنے رکھی تو انھوں نے کہا
 علم یہی ہوتا ہے، اسی آیت کے نزول کا سبب
 اہل علم نے ایک اور بھی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 قرآن میں ست اللہ کے طواف کا ذکر کیا مگر صفا و مروہ
 کے طواف کا ذکر نہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
 ہم صفا و مروہ کا طواف کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ
 نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا و مروہ
 کا ذکر نہیں کیا تو کیا ہمارا صفا و مروہ کا طواف کرنا
 صحیح نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،
 "بلاشبہ صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں" ابو بکر نے
 کہا اس آیت کو سنو جو دووں فریقوں کے بارے
 میں نازل ہوئی ہے (الانجاری و مسلم) یہ دو سرا
 بھی اسی (دفعہ دوم) معاشرے قلعی رکھتا ہے جیسا کہ
 واضح ہے۔ رد المحتار میں احکام مسجد سے تھمڑا سا

است۔ قد یقول انہ لایاس ہ
لدفنہ صلیتوہم انہ علیہ ساس
فی عدم الاجابۃ نیز در اوائل ادوالک
الضیغۃ گویہ لیس حکمتہ لایاس
ہنا خلافت الاولی لان ذلک غیر مطلوب
فیہا بل قد تاق بمعنی یجب علیہ
ہم در باب العیدین فرمود حکمتہ لایاس
قد تستعمل فی السندوب کما فی البحر
من الحناش والجماد ومنہ ہذا
الموصوفۃ یغنیاز ازہد کما فی الطاق را
مکرہ و منکرہ بود نہ قریم می شود کہ شاید یی چنان
قیام کہ حسبہ در طاق افتہ نیز مکرہ باشد
و فی ای التیاس را لایاس آورد نہ ۔ اما
نقی تنافی از وہ کلام شامی فاقبول
محقق سامی علامہ شامی رحمہ اللہ تنافی در مردوہا
کلام امام الکلام و کلمات علمائے کرام از
جسوط و درایہ و تاتارخانیہ آوردہ مقتضائش
و انمود کہ قضیہ ایس سخن کراہت ترک محراب است
مرام را مطلق اگر حسبہ میاتہ صفت
ایستہ ایس المطلق را بنظر نہ
و در تخصیص بود ، یکے مستفاد از حکم

پہلے باب ہایکوہ فی الصلوۃ میں ہے یہ
کہا گیا ہے کہ اس مقام پر لایاس کا ذکر اس
وہم کے ازلے کے لئے کہ یہاں حرج ہے اور اگر الغریب
کی ابتداء میں ہے لایاس کا کلمہ یہاں خلافت اولی
کے لئے نہیں ہے کیونکہ اس کا یہ معنی غیر یقینی ہے
بلکہ تو بعض اوقات وجوب کا معنی دیتا ہے اور
باب العیدین میں بھی فرمایا لایاس کا کلمہ مذہب
کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ بحر کے باب
الجماد اور باب الجماد میں ہے اور نہ کمرہ مقام
اس کے باب الجماد سے ہے یہاں بھی فقہائے
جو طاق میں قیام کو کمرہ فرمایا تو اس سے وہم پیدا ہوا
شاید اس طرح کمرہ کو کمرہ طاق میں کر نہ بھی کمرہ
ہے نہ اس کو لایاس کے ساتھ دفع کر دیا ۔ رہ
معاظہ امام شامی کی دو جہارات میں مناقات ہونے
کا فاقبول (تو میں کہتا ہوں) محقق سامی علامہ
شامی نے دونوں مقامات پر امام کی گفتگو کو کلام کی
امام ہے اور دیگر فقہاء کرم کی جسوط ، درایہ اور
تاتارخانیہ کے حوالے سے جو جہارات نقل کی ہیں ان
کا مقتضی یہ ہے کہ امام کے لئے محراب کا ترک ہر حال
میں مکرہ ہے خواہ صفت کے درمیان ہی میں کمرہ
ہو اس کے اطلاق کے لئے ان کی نظر میں وہ تخصیصیں

سہ روا الخار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا
سک ۔ باب اور اگر الغریف
سک ۔ باب العیدین

مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۱/۲۸۲
" " " " ۱/۵۶۶
" " " " ۱/۶۲۱

منصوص و ان تخصیص امام غیر راتب است اسے در مسجد محلہ زیر کہ فرق احکام راتب وغیر او جا بجا است اما صاحب القوامع والحواسم العامة و امثالها فلا راتب لهما و انت کان قلا فصل له علی عیدہ بل انکل فیہما سواء ولذا اکانت کل جماعت فیہما جماعۃ ولی وکانت الا فضل فی فصل جماعۃ ان تقام باذان و اقامۃ جدیدین کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرہا و بیضا ف فتا و سنا علما تصریح فرمودہ اند کہ بعد امام راتب یعنی بعد یاعت اولی در مسجد محلہ امام دیگر را باید کہ زخراب عدول نماید اقول و لعل ذلك ابامۃ لشرف زانی و تدبیر علی ان من تاخر اخر عن اشرف القامات و ایضا قد تادع حق المسجد فلا یکر فی صلوة مرتین لحديث لا یصلی بعد صلوة مثمتا رواه ابن ابی شیبۃ عن میر المؤمنین الفاروق لا عظم مرفع الله تعالی عنه من قوله و نأمر حکام الامام محمد انه عن النبی صلی الله تعالی علیہ و سلم قال المحقق علی الاطلاق فی الفتح

ہیں ایک تو حکم منصوص سے مستفاد ہے اور وہ تخصیص غیر مقررہ امام جب محلہ کی مسجد میں ہو ا کے اعتبار سے ہے کہ نہ مقرر اور غیر مقرر کے درمیان فرق مسجد محلہ ہی کے اعتبار سے ہے۔ رہا معاملہ مسجد شواربع امام جامع مسجد کا تو وہ امام مقرر نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو اسے دوسرے پر فضیلت نہیں ہوگی اس میں تمام برابر ہیں اسی لئے وہاں کی ہر جماعت جماعت اولی ہوتی ہے اور ہر جماعت میں افضل بھی ہے کہ وہ نئی اذان و تکبیر کے ساتھ ہو اس پر حاکم وغیرہ میں تصریح ہے کہ مقرر امام یعنی جماعت اولی کے بعد مسجد محلہ میں دوسرے امام کو محراب سے عدول کرنا چاہئے اقول شاید اس میں پہلی کے شرف کا اطلاق رہے اور اس پر تنبیہ ہے کہ ہر وہ شخص جو جماعت اولی سے مؤخر ہو جاتا ہے وہ اصل مقامات سے بھی مؤخر ہو جاتا ہے اور یہ بھی ہے کہ مسجد کلائی اور یوگیا تھا لہذا نماز میں دو دفعہ ٹکرا اس حدیث کی بنا پر مناسب نہیں کہ نماز کے بعد اس کی مثل نہ پڑھی جائے ابن ابی شیبہ نے اسے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے اور امام محمد کی جماعت سے واقع ہوتا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مافی ہے محقق علی الاطلاق نے فتح میں

و محمد اعلم بک منّا اه و قد حملہ
 علی الجماعة الثانية الامامان الجليلان
 فخر الاسلام فخر الدين قاضي حان قل فی
 المحفل حاصل ان تکرار الصلوة اہ
 کان مع الجماعة فی المسجد علی ہیئته
 الاولى فمکرونة الوقتی مرد المحتار عن
 التقنية عن البز نریة عن ابی یوسف
 اذا لم تکن علی الهيئة الاولى لا تکره
 والا تکره قال وهو الصحيح والعدد
 من الحارث تکتف الهيئة وفيه عن
 التمس خانیة عن الولو الجیة وبه ناخذ
 این تخصیص چون مبنی بر تخصیص در سرداب اور ابیان
 نمود و در محرومات خود سخن در آن لغز و بک در
 آخر سخن بکلامت فامت هذه العائدة لیه کثرت
 دوم آنکه از حکمت و عتس استنباط خواست
 و تحقیق علی ما قول چنانست که معهود و متوارث
 از زمان برکت تو امان حضور سید الافس و البان
 و علی آله افضل الصلوة و السلام قیام امام در
 محراب است فاما ظاهر این سنت مقصود و لغیر نیست
 بلکه لغیر و اصل سنت توسط امام در صفت است
 حکم بالغة بیانیک بیان بعضه ان شاء الله تعالی
 و لهذا حایک قیام در محراب

فرمایا امام محمدیم سے زیادہ جاننے والے ہیں، دو
 بزرگ امام فخر الاسلام اور فخر الدین قاضی حان نے
 اسے دوسری جماعت پر مگوئی کیا ہے۔ تجویز یہ حاصل
 یہ ہے کہ اگر مکرر جماعت محلک مسجد میں پہلی حالت پر
 تو مکروہ ہے الوقتی مرد المحتار میں غیرواں برازیہ سے
 امام ابو یوسف کے حوالے سے ہے کہ جب پہلی حالت
 کے مطابق نہ ہو تو کراہت نہیں و رد کراہت ہو گی فرمایا
 یہی صحیح ہے اور محراب سے عدول کر لینے سے حالت
 بدل جاتی ہے اور اس میں تاتار غایہ وہاں و لوا الحید
 سے ہے کہ ہمارا عمل اسی پر ہے یہ تخصیص چونکہ دونوں
 جگہ پر فہم فہما رہتی تھی اس لئے اس کی تصریح
 کر دی اور مکرر بات میں اس پر خود کچھ فرمایا بلکہ اس
 کے آخر میں یہ بکلامت دیا "اسی فائدہ کو تعلیمت جان لو"
 دوسری تخصیص، اس کی حکمت اور علت سے
 مستنبط ہوتی ہے اس کی تفصیل میرے نزدیک یہ ہے
 کہ حضور سید الافس و البان صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ افضل
 الصلوة و السلام کی ظاہری حیات سے امام کا محراب
 میں کھڑا ہونا آ رہا ہے لیکن ظاہری ہی ہے کہ یہ سنت
 بڑا مقصود نہیں بلکہ فکر کی وجہ سے مقصود ہے بلکہ اصل
 سنت امام کا صفت کے درمیان کھڑا ہونا ہے ان
 عظیم حکمتوں کی وجہ سے جن میں سے بعض کا تذکرہ
 آ رہا ہے ان شاء الله تعالیٰ لہذا وہ جگہ جہاں محراب

۵۱۶/۱	مطبوعہ مصطفیٰ اہلبائی مصر	باب الترتب و التواقل	ملہ رد المحتار بحوالہ فتح القدر
۶۲/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	"	ملہ بحر رائق
۲۹۱/۱	مطبوعہ اہلبائی مصر	مطلب فی کراہیۃ تکرار الجماعة فی المسجد	ملہ رد المحتار

باتوسط صفت بر طرف اختہ افنی صحیح میان ہر دو
 نتوان کردہ آنجا توسط صفت اختیار کنند و قیام محراب
 را ترک و بند مثلاً مسجد صیفی در جنب شتوی باشد
 و مردمان بکثرت گرد آمدند کہ ہر دو مسجد بعین صلوٰۃ
 یکجا شدہ آن گاہ را امام را حکم است کہ محراب گزاشتر
 بکار دیوار ایستد تا میانہ صفتا باشد **ف**
 مرد المحتار عن معراج الدرایۃ عن
 مبسوط الامامہ بکفر خواہر زادہ السنۃ
 ان یقوم فی المحراب لیعتدل
 الطرفان ولو قام فی احد جانبح
 المصنف یکرہ ولو کان المسجد
 العیفی بجنب الشوی و امتلا المسجد
 یقوم الامام فی جانب احصاط
 لیستوی القوم عن جانبیہما و
 الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ انی قولہ
 قل علیہ الصلوٰۃ والسلام توسطوا الامام
 پس ایہا استمال بحدیث و آن فرج نفیس خاصہ
 بہ از اہل مقال کہ السنۃ انت یقوم فی
 المحراب و تعلیلش بان کہ لیعتدل الطرفان و
 تعلیلش بقول او ولو قام فی احد جانبح المصنف
 یکرہ ای ہر دو دلیل بدشمن است بر آنکہ اصل مقصود
 توسط امام است نہ نفس قیام فی المحراب

میں کھڑا ہونا اور وسط صفت دونوں میں نہ ہو سکتے ہوں
 تو وہاں امام وسط صفت کو اختیار کرے اور محراب
 میں قیام کو ترک کرے مثلاً مسجد صیفی شتوی کے
 پہلو میں ہو اور لوگ کثیر ہوں اور دونوں مساجد کی
 دو صفیں ایک ہو جائیں تو امام کے لئے حکم ہے کہ وہ
 محراب کو چھوڑ کر دیوار کے پاس کھڑا ہو تاکہ صفوں کے
 درمیان ہو جائے، رو اختیار میں مخرج الدریۃ وہاں
 مبسوط امام بکفر خواہر زادہ سے ہے کہ امام کے لئے
 محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ دونوں اطراف
 میں برابر ہو جائے، اگر صفت کی ایک جانب کھڑا
 ہو تو یہ مکروہ ہے اور اگر مسجد صیفی، شتوی کے
 پہلو میں ہو، مسجد بھر جائے تو امام دیوار کی جانب
 کھڑا ہو تاکہ دو دو طرف برابر ہو جائیں اور اصح
 طور پر امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے فرمایا امام کو درمیان میں کھڑا کرو، پس
 اس حدیث سے استدلال اور اس پر اس فرج کا
 ذکر کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے، اس کی حکمت
 یہ تاکہ دونوں اطراف برابر ہو جائیں اور اس کے
 بعد یہ قول ذکر کرنا کہ اگر امام کسی صفت کی ایک جانب
 کھڑا ہو تو یہ مکروہ ہو گا یہ تمام کے تمام اس بات
 پر روشنی دلیل ہیں کہ اصل مقصود امام کا درمیان
 میں کھڑا ہونا ہے محراب میں کھڑا ہونا مقصود نہیں

آرے غائب آنست کہ محراب مقام تعادل فرض
 ست چوں صف کامل باشد خود ظاہر ست و آن گاہ
 بترک محراب ترک سنت مقصودہ بالفعل فہ وقت ست
 ورنہ در عاقلہ مساجد اشکال صف بہ پس
 آئندہ گاہی موجود متوقع می باشد و زیادتش چنانچہ کہ
 توسط موجود از ہم باشد پس ترک محراب تعرض
 بترک سنت و مخالف عمل امامست بود
 و احکام فقیر بر امور غالبہ انصاف یا بہ ازین
 امر حکم بنیت قیام فی المحراب کہ وہ اند اما اگر
 مسجد در جائے خالی بعبادہ از عمر و مورد باشد
 کہ چہ چند کسای درہ حاضر اند و آن بقدر زیادت
 اصل متوقع نیست آن جا اگر امام راتبہ در گوشہ
 از مسجد میانہ صف موجود استہ ظاہری است سنت
 نباشد نیز اگر سنت قولیہ وسطو الاہام
 خود ادا شدہ و سنت فعلیہ مبتنی بر ہمیں
 حکمت بود و این جا از عدم ترقیع زیادت
 مذکور خود را بمعرض مخالفست افکندن لازم
 نیست و فعل متوارث از زمان اہل کس
 در مسجد ست از اشہد و امر مساجد
 بود و مسجد سے خالی را بر آن قیاس نتوان
 کرد و کواہست حکم ششری ست بے دلیل
 ششری رنگ شربت نیسا بہ پس
 ظاہر آہی صورت ناود تر باشد
 این سنت ملغ نظر ملائ شامی و
 این جبملہ مطالب را با وجہ کلام

ہاں اغلب یہی ہے کہ محراب ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں
 دو قوی جانوں میں برابری ہوتی ہے۔ جب صف علی
 ہو تو خود ظاہر ہے کہ اس وقت محراب کو چھوڑنا موقع پر
 سنت مقصودہ کو ترک کرنا یعنی وسطہ کا ترک لازم آئے گا
 ورنہ عام مساجد میں بعد میں آنے والے حضرات سے
 صف کا مکمل ہونا متوقع ہو تو یہ صف زیادہ ہی برکتے ہیں
 لیکن توسط موجود ہونے پر کوئی حرج نہیں پس اس صورت
 میں محراب کو ترک کرنا سنت کا ترک اور امت کی مخالفت ہوگی۔
 اور احکام فقیر اکثر طریقہ پر امور غالبہ پر جاری کئے جاتے
 ہیں اسی وجہ سے امام کے محراب میں کھڑے ہونے
 کو سنت قرار دیا گیا ہے، اب اگر ہے آباد مسجد
 ایسی جگہ ہے جو گزرگاہ اور جائے ورود سے دور
 ہے اس میں چند لوگ اکٹھے ہیں اب اس سے
 زیادہ افراد کی ترقی بھی نہیں تو امام اس مسجد کے
 کسی کونے میں موجود صف کے درمیان کھڑا ہو سکتا
 ہے اور ظاہری ہے کہ یہ سنت کے خلاف نہیں
 کیونکہ سنت قولیہ "امام کو درمیان میں کھڑا کرو"
 پر عمل ہو رہا ہے اور سنت فعلیہ بھی اسی حکمت پر
 مبنی ہے اور اس جگہ زیادہ کی عدم ترقی سے مخالفت
 میں ڈالنا لازم نہیں آتا، اور آپ کی ظاہری حیات
 سے جو معمول چلے آ رہا ہے وہ مشہور اور آباد مسجد
 میں سچا سچ طرح کی گناہ مسجد کو اس پر قیاس
 نہیں کیا جا سکتا، کراہت کلم شری ہے جو کسی شری
 دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت کا
 ظہور نادر تر ہے، علامہ شامی کا ملخص نظر یہی ہے
 اور ان تمام مطالب کو انہوں نے نہایت ہی اختصار

دریں دو لفظ اور افسر مرود و انظار اہل ہذا
فی الامامہ الراتب للجماعة کثیرۃ

فمعنی قوله الامام
الراتب ای امام الجماعة الاولی و
الثانی و هو فی مسجد المحلة ظاہر و
فی غیرہ کل امام لان جمیع جماعاتہ
اولی فاکل فی حکم الراتب مسجد
المحلة و معنی قوله لجماعة کثیرۃ
ای واقعة او متوقعة و کذا قوله لثلاث
یلزم اے حالاً و ماضیاً و احتملاً
هذا ما یعطیه الفقہ فی تفسیر
کلامہ و تعیین مراتبہ واللہ تعالی
اعلم باحکامہ لکن ازای کہ بر حدیث
تخصیص اول انبیا لخص کہ مفید او باشد
بدست نبود باستظهار خود کش بودن او تصریح
نمود و در آخرہ امر بتاکی فرمود زیرا کہ می تواند
کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام را در نفس
قیام امام راتب فی الحراب بکلیت باشد پس
جزم بکلمہ نتران نمود کما هو دایم العلماء ف
احب شہد این را ثانی نتران گفت
کہ جائے بر منصوص و مفادیر منصوص اقتضار
در زیدہ و جائے بر راسے خود استظهار
منصوص و اگر نموده لفظ نتران ترک و

کے ساتھ ان دو الفاظ میں بیان کر دیا ہے تو نہی ہر
یہی ہے کہ یہ مقرر امام اور جماعت کثیرہ کے لئے ہے
امام راتب سے مراد پہلی جماعت کا امام ہے دوسری
کا نہیں اور یہ بات مسجد محلہ میں ظاہر ہے اس
کے علاوہ مسجد میں ہر امام مراد ہے کیونکہ وہاں کی
تمام جماعتیں اولیٰ ہیں لہذا وہاں کا ہر امام مسجد محلہ
کے امام مقرر کے حکم میں ہوگا، جماعت کثیرہ سے
مراد نفس ال امر میں کثیر موجود ہوں یا ان کی
توقع ہوا اس طرح اس کا قول "تاکہ لازم نہ آئے"
حالی یا ماضی، ظناً اور احتمالاً مراد ہے جو شرطی کے
کلام کی تفسیر و مقصد کی تفصیل کے بارے میں عطا
ہوا، اللہ تعالیٰ اپنے احکام کا سب سے زیادہ
حاکم ہے لیکن اس وجہ سے کہ تخصیص اول کے خلاف
اس جگہ کوئی ایسی نص جو انھیں مفید ہوتی ان کے
ہاتھ میں نہ تھی تاکہ اپنے اخبار کی صورت میں اس
کی تصریح کرتے اور آفریں "خود کرد" فرمایا کیونکہ
ہو سکتا ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ہاں حراب میں امام راتب کے نفس قیام میں
کوئی حکمت ہو۔ لہذا اس پر جزاً حکم جاری نہیں
کیا، علماء کا ایسے مقامات میں بحث کا یہی طریقہ
رہا ہے۔ قرآن سے خلافات نہیں کہہ سکے ایک جگہ
پر حکم منصوص اور نصوح سے مستغنا و پر منحصر ہے اور
دوسری جگہ خود اپنی رائے کا اظہار ہے اس ترک و

اظہار و اقتصار و استغفار و در کلام شراح و محشی
و خود علامہ شامی پور یافتہ می شود فانہم اذا
لم یجدوا ایما استظہروا الحدیثات لہم
الشیعیہ و انما یشترک علی المنصوص
و ینقطعون الیہ و یقفون لدیہ۔

ابن تیمیہ کلام و تفسیر و احکام محراب و قیام
فاقول و باللہ التوفیق و بہ الاعتصام۔
حضرت عزہ منزہ از صوریہ جلالت آثار و
تواست فعاوہ دریں عالم ہر شے را
صورتی دادہ است و ہر صورت را حقیقت
نہادہ شدہ مطہر در غالب احکام
مطلع نظر حقیقت شے را داشت و
صورت را نیز مہمل نگذاشت اسے بسا
احکام کہ نہا بر صورت می رود و گاہ سبب مجموع
حقیقت و صورت ہیأت اجتناب عیسہ طرہ
می شود و کل ذلک جلی عند فضلک کہ
لا یخفی علی مشکو پس چنانکہ مسجد را
حقیقتیست و آن بقعہ مخصوصہ موقوفہ
للمصلوۃ مفرزہ فی جمیع الجہات عن حقوق
العبادست کہ تیج بنائے عمارت را در سنگ
ما بیتش مدخل نیست ف الخانیۃ و
فی الهندیۃ عن الذخیرة عن
الواقعات للامام الصدور المشہد
مرجلہ ساحۃ لا بناء

نہا را در اقتصار و استغفار کے متعدد و نظائر شارحین
محشیین اور خود علامہ شامی کے ہاں کثرت کے ساتھ
موجود ہیں کیونکہ جب تک فقہاء کو اپنی رائے پر جزم
نہ ہو وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے وہ احکام منصوصہ
پر چلتے ہیں انہیں کی طرف انقطاع اور رجوع کرتے
ہیں اور انہیں پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

اب رہ گیا معاملہ محراب و قیام کے احکام و
تفسیر کا تو انہ کی توفیق اور اس کے سہارے سے
میں کہتا ہوں اس ذات اقدس نے جو صورت سے
منزہ ہے اس کی قدرتیں اور نعمتیں مسلسل ہیں اس
کائنات میں ہر شے کو اس نے صورت بخشی ہے
اور ہر صورت کو ایک حقیقت دے رکھی ہے بشرطیت
محدودہ کے تمام بین الہیہ انطباط طور پر شے کی حقیقت
ہے لیکن ہر صورت شے کو بھی بے فائدہ نہیں چھوڑا
بہت دفعہ احکام صورت پر جاری ہوتے ہیں اور
بعض اوقات حقیقت و صورت دونوں کے مجموعہ
پر بحیثیت اجتماعی احکام لاگو ہوتے ہیں، فاضل
لوگوں کے ہاں یہ نہایت ہی واضح اور آپ جیسے
لوگوں سے مخفی نہیں جیسا کہ مسجد کی حقیقت ہے
جس سے مادہ و بقعہ ہے جو نماز کے لئے مخصوص
وقف شدہ ہو اور ہر لحاظ سے بندوں کے حقوق
سے علیحدہ کیا گیا ہو اس کی حقیقت میں عمارت
کا کوئی دخل نہیں، خانہ اور مندر میں وغیرہ سے
و ہاں امام صدر المشہد کی واقعات کے حوالے
سے ہے کہ ایک آدمی کی کھٹی حکمتی جس میں کوئی

فیہا امر قوم ان یصلوا فیہا ابدا و
 امرہم بالصلوۃ مطلقا ونوی الا بحد
 صارت المساجد مسجد الوصیات
 لا یورث عنہ احد مختصا و لا یرکب
 انما یعمر منجد اللہ من امن باللہ
 و کرمیۃ ولا یتا شروہن وانتم عاکفون
 فی المسجد و سرش خیر البقاع الساجد
 و شر البقاع الا سواقکم و والہ
 الطیرانی وابن حاتم والحاکم
 بسند صحیح عن ابن عمر
 ومعنا المسلم عن ابی ہریرۃ
 والحدید والحاکم عن حیر بن
 مطعم عن علی بن ابی حمزہ عن ابی
 علی بن ابی حمزہ عن ابی ہریرۃ
 لا یمسک لحد المسجد الا فی المسجد
 ردۃ الدارقطنی عن جابر ابی ہریرۃ و فی
 باب عن امیر المؤمنین علی و عن امر

تعمیر نہ تھی اس نے لوگوں سے کہا میں تم ہمیشہ نماز
 پڑھا کرو یا صرف مطلق نماز کا حکم کیا اور مسجد کی نیت کی
 تو یہ جو مسجد قرار پائے گی اب وہ شخص اگر فوت ہو جائے
 ہے تو اس کے مرنے پر اس زمین کے مالک نہ ہوں گے اور
 آیت مبارکہ اللہ کی مسجد وہی تعمیر کرتے ہیں جو اللہ
 پر ایمان لائے ہیں۔ آیت کریمہ جب تم مسجد میں
 مختلف ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو
 اور حدیث کو سب سے اعلیٰ جگہ مسجد میں اور
 بدتر جگہ بازار میں۔ اسے طبرانی ابن حبان اور حاکم
 نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے اسلم نے اسی معنی کی روایت حضرت
 ابو ہریرہ سے امام احمد حاکم نے حضرت جابر بن مطعم
 سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 سے بیان کیا ہے۔ یہ اور حدیث کہ مسجد کے پڑوسی
 کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں۔ اسے دارقطنی نے
 حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 سے روایت کیا ہے، اسی سلسلے میں امیر المؤمنین

۱۸۵۵/۶	مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور	باب المسجد وما يتعلق بہ	لے فتاویٰ ہندیہ
			۱۸/۹
			۲۴/۲
۶/۲	مطبوعہ دار الکتاب بیروت	باب فضل المسجد	۱۸/۹
۲۰۰/۳	دار المعرفۃ بیروت	حدیث ۳۰۰۲	۲۴/۲
۲۴۸-۲۵۲	مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامیہ تونسۃ الرسالہ بیروت	فضائل المسجد	۱۸/۹
۳۳۰/۱	فشر السنۃ عمان	کتاب الصلوۃ	۲۴/۲

حضرت علی اور ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ تمام اور دیگر احادیث اور احکام فقہیہ کا تعلق بنظر اصلی یا کالی مسجد کی حقیقت کے ساتھ ہے البتہ مسجد کی ایک صورت ہوتی ہے جو بنائے مخصوص بروچہ مخصوص سے عبارت ہے، درج ذیل آیات اور احادیث میں یہی صورت مراد ہے "اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا تو یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں اور مساجد گرا دی جاتیں جن میں اللہ کا ذکر کثیر کیا جاتا ہے" وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار کو بنایا اور حدیث "مساجد منہی بناؤ ان میں کفر کے نہ رکھو" اسے بھیجی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا حدیث "مجھے مساجد مزیق کرنے کا حکم نہیں دیا گیا" اسے ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ مسجد کو سونے کے پانی کے ساتھ نقش و نگار کرنا تعلق صورت مسجد کے ساتھ

المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واكثر احادیث و احکام فقہیہ متعلقہ بمساجد نظر اصلی یا کالی ہمیں حقیقت است اور صورت است کہ عبارت از بنائے مخصوص بروچہ مخصوص در آئہ کریمہ ولو کادفع اللہ الناس بعضهم ببعض لفسدت صوامع و بیع و صلوات و مساجد میں ذکر فیہا اسم اللہ کثیرا و الذین اتخذوا مسجدا غیرا آ و حدیث ابنو المساجد و اتخذوا حاکما رواہ الترمذی عن انس و ابن ابی شیبہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حدیث حاکم و ابوداؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بنزد محمد بن حنفیہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مسئلہ نقش و نگار مسجد بآب زر وغیرہ مراد ہمیں صورت

سُئِلَ الْقُرْآنُ ۲۴/۴

سُئِلَ الْقُرْآنُ ۱۰۴/۹

سُئِلَ الْمَسْجِدَ الْكَبِيرُ الْمَسْبُوقِي بِابِ كَيْفِيَّةِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ
سُئِلَ الْمَسْجِدَ الْكَبِيرُ الْمَسْبُوقِي بِابِ كَيْفِيَّةِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

مطبوعہ دار صادر و سرودت ۲۳۹/۴
آفتاب عالم پریس ۶۵/۱

ست پچنان محراب مورتے دارد و آن طاق معین
 در جدار قبلاست و حقیقتش کہ این صورت بر آن علم
 باشد موضع ست اسجد برائے قیام امام
 ملحوظ بدو لحاظ یکے آنکہ در عرض مسجد (کہ
 خط عمودست بر خط مار از محصل بقصد چنانکہ
 در دیوار ما جنوباً شاماً واقع در وسط بود لحدیث
 و سطو الکامام و سطو الحلق درواہ
 ابو داؤد و عن ابی ہریرۃ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 وحکمت در آن قصدی و اعتدالی
 در قُرب و بُعید رجال و سماعت قرات
 و اطلسا انتقال و سریان یوحی بر بیٹ
 شمال از امامست دوم آنکہ در جمست
 قبلا تمامہ تیسر شری و عادی ہر چہ
 تمام تر اقرب بقبلہ باشد لحدیث
 کائن ہمت مصلی رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و بعین الجہد ر مصر الثبت ، رواہ
 لائمہ احمد و الشیخان عن سہل بن سعد
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
 حدیث لایزال قوم یتأخسون حتی

ہی ہے۔ اسی طرح محراب کی ایک صورت ہے کہ
 وہ طاق جو قبلہ کی دیوار میں ہوتا ہے اور اس کی
 حقیقت جس پر یہ صورت علامت ہے وہ جگہ ہے جو
 قیام امام کے لئے دو لحاظ سے ہو، اس میں ایک لحاظ
 یہ ہو کہ عرض مسجد میں ذکر گزرنے والے خط پر شہ گزرتا
 ہو جو نمازی سے قبلہ کی طرف گزرنے والے خط پر
 جیسا کہ ہمارے علاقے میں جنوباً شاماً، وسط
 میں واقع ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ "امام کو
 درمیان میں کھڑا کرو اور صفوں کے سامنے نہ کرو"
 اسے ابو داؤد نے حضرت البرہرہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے اور انہی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم سے روایت کی ہے اور اس میں حکمت یہ ہے
 کہ لوگوں کے قُرب و بُعید میں برابری ہو تاکہ قرات
 سننے، امام کے اوپر نیچے انتقال پر اطلسا اور
 دائیں بائیں لوگوں پر فیضان میں آسانی ہو جائے
 دوسرا لحاظ یہ کہ جہت قبلہ میں جو تاکہ حد شرعی و عادی
 تمام تر قبلہ سے اقرب ہو اس حدیث کی بنا پر کہ
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مصلیٰ اور دیوار
 کے درمیان بکری کے گزرنے کی جگہ موقوف، اسے
 امام احمد، بخاری و مسلم نے حضرت سہل بن سعد
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ اور یہ حدیث
 کہ ہمیشہ دو ٹپ پیچھے ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ

اللہ تعالیٰ انھیں جو غرقِ مادی ہوئے گا : اے مسلم ،
 ابو داؤد ، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ۔ حضرت ابن سعد
 کہ یہ حدیث کہ تم میں ہرگز کوئی نماز اس طرح ادا
 نہ کرے کہ اس کے اور قبلہ کے درمیان بیکارخان
 جگہ رہے ؟ اسے عبد الرزاق نے مصنفت میں ذکر
 کیا ہے اس میں مقتدیوں اور بعد میں آنے والوں
 کے لئے وسعت ، ذاکرین اور گزرنے والوں کے لئے
 عدم تنگی ، مسجد کے قبلہ کی جانب کسی گوشے کا مہمل
 نہ ہونا ، اللہ تعالیٰ کے قرب رحمت کے لئے نیک
 خالی ہے کیونکہ جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو
 وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے اس نمازی
 اور قبلہ کے درمیان اس کا رب ہوتا ہے جیسا کہ
 بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا
 محراب کو طاقِ معروف یا کسی اور تعمیر کی حاجت نہیں
 بلکہ اگر مسجد سادہ میدان ہو تو بھی مسجد کی حدود
 خود بخود متعین ہو جاتی ہیں اور عربی زبان میں محراب
 کا اطلاق صرف طاق پر ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر بلند جگہ
 صدر مجلس اور گھر کی اعلیٰ جگہ کو محراب کہا جاتا ہے

یؤخرہم اللہ عز وجل رداء مسلم
 وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ
 عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
 النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 وحدث ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یصلین
 احدکم وبنیہ وبعین القبلة فجوة رسولہ
 عبد الرزاق فی مصنفہ پس حکمت در فی
 توسیع برائے مقتدیوں و پس آئینہ گاہ و
 عدم تضییق بر ذاکرین و گزرنہ گاہ و عدم تعلیل
 پارہ از قبضہ مسجد با ہمال آں و تفاؤل حسن
 بقرب رحمت و نزدیکی رحمان ست جل و علی
 فانت احدکم اذا قمری صلوٰتہ فانہ
 یناجی ربہ و انت ربہ بنیہ
 وبعین القبلة کما رواہ الشیخان
 وغیرہما عن النبی صلی اللہ
 تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم پیداست و تعیین این
 موضع را بطاقِ معروف بلکہ بر ہیج بنا ہرگز نیاز نیست
 تا آنکہ اگر مسجد سادہ باشد ایسی موضع
 بتعیین و تحدید خود متعین می شود و در زبان عرب نیز معنی
 محراب یا صورت طاق بقت نیست عرباں بجز ان رفیع و حدہ

۱۸۱/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
 ۱۶/۲ مطبوعہ دارالافتاء القرآن العلوم اسلامیہ کراچی
 ۵۸/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
 ۱۸۱/۱ مطبوعہ دارالافتاء القرآن العلوم اسلامیہ کراچی
 ۱۶/۲ مطبوعہ دارالافتاء القرآن العلوم اسلامیہ کراچی
 ۵۸/۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

جلسہ واشرف مواضع بیت را محراب نامند لانه
معاينة نفس فيه ويتنازع عليه قربها
ادى الى حرب وقتال وفي الحديث
اتقوا هذا المذابح يعني المحراب
مرآة النظيراني في الكبير والبيهقي في
السنن عن عبد الله بن عمر بن
العاص رضي الله تعالى عنهما عن النبي
صلی الله تعالى علیه وسلم قال المناوی
في التيسر ای تجنبوا تحریج حمد و سر
المجالس یعنی التناقص فیها و محراب مسجد
عسب تفسیر انما لفت و تفسیر از جہنم معنی مأثور
لانه حمد را مقام و مقدّمه و اشرف
موضع فيه لكونه مقام الامام و دوسر قطعہ
تلی القبة لاجرم محراب را بطلق مقام فی مسجد
تفسیر کرده اند در مجمع بحار الاوارست و خصل
محرابا لهم هو لموضع العالي المشرف و حمد
المجلس ايها ومنه محراب المسجد و حمد
صدرة و اشرف موضع فيه و منه تخرج الناس
كان يكره المجايبة اي لم يكن يحجب ان يجلس
في صدر المجلس و يترفع على الناس
و رقاعوس فرمود المحراب، المرفعة و صدر البيت اکرم

کیونکہ اس میں ایک دوسرے پر رشک کرتے اور
اس حصول میں جھگڑتے ہیں بسا اوقات جنگ قبل
حکم فوبت جاپنپتی ہے، اور حدیث میں ہے ای
ذایک یعنی محرابوں سے بچو، اسے طبرانی نے کبیر اور
بیہقی نے مشن میں حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی، شیخ مناوی نے
تیسر میں فرمایا یعنی صدور مجالس کی تلاش سے
بچو یعنی اس میں تنافس سے بچو۔ انرا لفت و تفسیر
کی تفسیر کے مطابق مسجد کا محراب بھی اسی معنی سے
مأثور ہے کیونکہ یہ حمد مقام اور اعلیٰ جگہ جوتی ہے
اس لئے کہ امام کی جگہ قبلہ سے متصل سب سے
وسط میں ہے اسی لئے محراب کی تفسیر مسجد میں مطلق
مقام سے کی ہے، مجمع بحار الاوارس میں ہے وہ ان
کے محراب میں داخل ہو اوروہ محراب جلسہ و
عالیٰ جگہ ہے، صدر مجلس کو بھی کہا جاتا ہے اسی
محراب مسجد ہے ادریہ صدر اور اعلیٰ جگہ ہے، اسی
پر حدیث والی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
حنہ عاریب کو پسند نہ کرتے یعنی لوگوں پر بلند اور
صدر مجلس کے طور پر بیٹھا پسند نہ کرتے۔ رقاعوس
میں ہے محراب الماری، صدر گھر، گھر کا اعلیٰ مقام

مواضعه و مقام الامام من المسجد و
الموضع يتفرده الملك في تباعد عن
الناس و رختار رازی غناب صحاح ست الخراب
صدر المجلس و منه محراب المسجد و در محراب
ست محراب پیشگاه یا کے مجلس و منه
محراب المسجد و در محراب المنیر ست المحراب
صدر المجلس و يقال هو ابشرف المجلس
و هو حیث یجلس الملوك و السادات و
العظماء و منه محراب المصطفی و تاج العروس
ست المحراب الغرقة و موضع الغالی نقله
الهيرونی فی غریبه عن الامامی و قال
الزجاج المحراب ارفع بیت فی الدار و ارفع
مكان فی المسجد و قال بوعبیده المحرب
اشرف الاماكن قال ابن الانباری سمی
محراب المسجد لانفراد الامام فیہ و بعده
من القوم و فی لسان العرب المحارب
صدر المجلس و منه محراب المسجد
و منه محارب غمدان باليمن
و المحارب القبلة و محراب

مسجد میں امام کی جگہ، اور اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں
بادشاہ تنہا بیٹھا ہو تاکہ لوگ دور رہیں، مختار
رازی غناب صحاح میں ہے کہ محراب صدر مجلس کو
کہا جاتا ہے، اور اسی سے محراب مسجد ہے۔ غناب
میں ہے محارب مجلس کی اگلی جگہ، اسی سے
محراب مسجد ہے۔ مصباح المنیر میں ہے محراب
مجلس کے لئے اونچی جگہ کو کہا جاتا ہے وہ اعلیٰ جگہ
ہے کہ وہاں بادشاہ، سادات اور بڑے
لوگ بیٹھتے ہیں، اسی سے عید گاہ کا محراب ہے۔
تاج العروس میں ہے لفظ محراب کو ہر وہی نے
غریب میں اسمی سے نقل کیا اور زجاج نے کہا
کو گھر کا سب سے بلند مقام محراب کہلاتا ہے اور
مسجد میں بلند جگہ۔ ابو نعیرہ نے کہا محراب بزرگ
جگہ ہے۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ محراب کی
وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں امام اکیل کھڑا ہوتا ہے
اور لوگوں سے دور ہوتا ہے۔ لسان العرب میں
ہے کہ محارب سے مراد جائے صدر ہے اسی سے
محراب مسجد ہے، اسی سے محراب مسجد ہے،
اسی سے یمن میں غمدان کے محراب اور محراب قبلہ

۵۵/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابي مصر	لغة القاموس	باب البابا فعل الحاء
۸۸/۱	دار العلم للناشرين بيروت	لغة الصحاح	" "
ص ۲۷	جمہوریہ کینیڈا	لغة الصراح	" "
۱۲۸/۱	مفتخرات دار الهجرة قم ایران	لغة مصباح المنیر	تحت لفظ المحرب
۲۰۴/۱	احیاء التراث بیروت	لغة تاج العروس	فصل الحاء من باب الیاء

المسجد ایضا بعد ذلک واشرف موضع
 قیہ والمحراب اکرم مجالس الملوك عن
 (بی حقیقہ) وقال ابو عبیدۃ المحراب سید
 المجالس ومقدّمها واشرفها قال وکذا لک
 هو من المساجد ادهم لمجتمعا در معالم التنزیل
 فرمود المحراب اشرف المجالس ومقدّمها و
 کذا لک هو من المسجّد در انوار التنزیل سست
 (المحراب) ای الغرفة او المسجد او اشرف
 مواضعه ومقدّمها سمی به لانه
 محل محاسن بة الشیطان کانها
 (ی سیدنا مریم) وضعت فی اشرف
 موضع من بیت المقدس در شرح او
 غایۃ الغایۃ سست ذکر للمحراب معانی
 المشهور منها الا غیر ولذا اقتصر
 علیہ اخیرا فی قوله کانها اسم در جلالین سست
 (المحراب) الغرفة وهی اشرف
 المجالس در تفسیر کبیر سست
 (المحراب) الموضع العالی الشریف
 وقیل (المحراب) اشرف المجالس

مسجد کا محراب بھی اس کی اعلیٰ و اشرف جگہ
 ہوتی ہے یہ امام ابو حنیفہ سے ہے۔ ابو عبیدہ
 کہتے ہیں کہ محراب مجالس کی اعلیٰ و اشرف جگہ ہوتی
 ہے اور اسی طرح مساجد کے محراب ہیں و حقیقہ
 معالم التنزیل میں ہے محراب سے مراد مجالس
 کی اعلیٰ اور مقدم جگہ ہے اور مسجد میں بھی محراب کا
 معاملہ ایسا ہی ہے۔ انوار التنزیل میں ہے
 (محراب) یہی کمرہ یا مسجد یا کمرہ و مسجد کی اعلیٰ و
 اشرف جگہ مراد ہے یہ نام رکھنے کی وجہ سے
 کہ یہ شیطان سے محاربر کی جگہ ہوتی ہے گریبا
 (سیدہ مریم علیہا السلام) بیت المقدس
 کی اعلیٰ جگہ پر پیدا ہوئیں، اس کی شرح
 غایۃ الغایۃ میں ہے کہ محراب کے متعدد معانی
 ہیں ان میں سے مشہور آخری ہے اسی لئے
 ماقبل نے اس آخری معنی پر کانہا وضعت الخ
 کے الفاظ سے اقتصار کیا۔ جلالین میں ہے
 (محراب) کمرہ، یہ مجالس کی اعلیٰ جگہ ہوتی ہے
 تفسیر کبیر میں ہے محراب سے مراد بلند و اعلیٰ
 جگہ ہے، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے

۳۰۵/۱	مطبوعہ دار صادر بیروت	فصل الحار الملک	ملہ لسان العرب
۳۴۲/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی بیروت	سورہ آل عمران	ملہ معالم التنزیل علی ہامش الحارز
۸/۲	مطبع مجتہدی دہلی	"	ملہ انوار التنزیل (بیضاوی)
۳۳/۳	دار صادر بیروت	"	ملہ حاشیۃ الشہاب المعروف غایۃ الغایۃ
۴۸/۱	مطبع مجتہدی دہلی	"	ملہ تفسیر جلالین

دار فہما در کشف ست غرۃ و قیل
اشرف المجلدات و مقصد ایہ ست
معظم عبارات الزفری کہ از جہاں نفس موضع
نشان می دہد نہ از صورت طاق و چسپاں
از نشان دہند کہ او خود عادت ست در
مساجد قدیمہ تا سال ہشتاد و ہشت ہجری
نامے از ان بود افضل المساجد مسجد الحرام
ہنوز از ان غایبست و در مسجد اکرم سید عالم
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نیز نہ زمان اقدس بود نہ
بعد خلفست نہ شہین نہ بعد امیر معاویہ و بعد ابن
زبیر رضی اللہ تعالی عنہم اجمیع بلکہ ولید بن عبد الملک
مردانی زمانہ امارت خود اصطیث کردہ است و
تا کہ عاملی بر آن غیر زینت مدام تمام ہوتے
ظاہر و خفیہ ہر مسجد کہ در توسط صحت خاصہ
بمساجد کبار صحت بخور و از مودن یافتہ بشب
نیز بہ روشنی مد رک شود و برائے مقتدیان بیحد امام
در طاق فراخی فراسے ہم نماید چون کار شغل مصالح
پرورد واج گرفت و زان باز در عامہ بلاد اسود
معمور شد پس الملاق محراب بر آن نام نشین برآ
مقتدین ست اعنی نسبت الدال باسم المدلول سید محمودی

اکابر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ان تصریحات سے یہ بات
(باقی چھو آئندہ)

حکمت بصیرت حالت هؤلاء الکبراء رحمہم اللہ

۳۱/۸

۳۲۴/۱

مطبوعہ البیتہ المصریہ مصر
• انتشارات آفتاب تہران ایران

سورۃ آل عمران میں ذکر
سلف التفسیر البکیر
سلف تفسیر الکشاف

قدس سرور در خلافتہ الوفا و فصل ہشتم باب چہارم
فرمایہ یحییٰ بن عبدالمہدی بن عباس
عن اسیہ ماتت عقیقۃ ولیم فی المسجد
شوقات ولا محراب قال من احد مث
المحراب والمشرقات عمر بن عبد العزیز
چہر فصل دوم از آن مشہور بود لیکن للمسجد
محراب فی عہدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ولا فی عہد الخلفاء بعدہ حتی
اتخذ عمر بن عبد العزیز فی اہل
المولیک امام عسقلانی و رفع الباری شرع صحیح بخاری
آورد قال الکرمانی من حیث انہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت یقوم
بجنب المنبر لای ولیم لیکن لمسجد عمر
امام عینی و در عہد القاری شرع بکثاری فرمود

خلافتہ الوفا کے باب چہارم کی آٹھویں فصل میں فرمایہ
یحییٰ نے عبدالمہدی بن عباس نے اپنے والد
سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید
ہوئے تو مسجد میں کنگرے ادا محراب نہ تھے سب سے
پہلے محراب اور کنگرے بنانے والے حضرت عمر بن
عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اسی کی دوسری
فصل میں ہے کہ رسالتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی ظاہری حیات اور خلفائے راشدین کے دور
میں محراب نہ تھا حتیٰ کہ ماریت ولید بن عبد الملک
میں عمر بن عبد العزیز نے بنوایا۔ امام عسقلانی فتح اباباری
شرع البخاری میں فرماتے ہیں کہ امام کرمانی نے لکھا ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر کی ایک جانب
لکھتے ہوئے یعنی اس وقت مسجد میں محراب نہ تھا۔
امام عینی نے عہد القاری شرع البخاری میں مندرجہ

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

تعالیٰ ظہر ان ما وقع فی الصحیح مسلم
القیام فی مظاہر اہل نبی فی المسجد
الحاسر یب من لدن رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم، و ہو فیلیتخبہ
۱۲ صہ غفرلہ (م)

واضح ہوگی کہ فتح القدیر میں امام کے محراب میں
کھڑا ہونے کے بیان میں جو کہا گیا کہ یہ محراب
مساجد میں رسالتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ظاہری حیات سے ہیں سو وہ مجہول ہے اس پر
متنبہ رہنا چاہیے ۱۲ صہ غفرلہ (م)

۵۲۵/۲	مطبوعہ احیاء التراث بیروت	الفصل السابع عشر	سنة وفاة الوفا
۲۴۰/۱	" " " " " "	محراب المسجد النبوی و فی منہ	سنة وفاة الوفا
۱۲۱/۲	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	قدیم عینی ان یکن من المصلی والمشرقة	سنة فتح اباباری شرع البخاری
۳۶۰/۱	نورید غفرلہ مسکھر	باب الیوم العلوة وایکونہا	سنة فتح القدیر

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کاف
 یقومہ بجانب المنبر لانه لم یکن لمسجد
 محراباً علامہ شیخ عقیق محدث دہلوی قدس سرہ
 العزیز در جذب القلوب شریف فرمایہ در زمان
 آل سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیون محراب
 کہ الآن در مساجد متعارفست نمود ابتداء سے
 آن از وقت محمد بن عبد العزیز ست در وقتیکہ
 امیر مدینہ منورہ بود از جانب ولید بن عبد الملک
 اموی آہ بعد آن ست طویل مسجد در زمان
 ولید دہشت ذراع بود و عیون آن یکصد و
 شصت و ہفت ذراع دوی در تکلف و تصنیع عمارت
 باقصی النایۃ کو مشید و علامت محراب کہ الآن در
 مساجد متعارفست اسوانت و پیش اران
 نمود آہ عنقریب ازین تقریر منیر مستنیر شد کہ بیع مسجد
 مشعری خواہ صیغی تا آنکہ بقدر سادہ موقوفہ
 للصلوۃ نیز از محراب حقیقی ہی توان بود و چون ست
 مقام امام متوارث از زمان امام الانام علیہ و علی آئمہ
 الفضل الصلوۃ والسلام پس جائیکہ قیام امام فی المحراب
 راست گفتہ اند مراد جہن ست و نہ قیام
 در عسراب مصوری یا باز آئے آن
 کہ او خود در زمان سنت جزدہ جائیکہ

تصور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر کے پہلو
 میں قیام فرماتے تھے کہ اس وقت مسجد میں محراب نہ تھا
 علامہ شیخ عقیق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز
 جذب القلوب میں فرماتے ہیں یہ محراب جو آج متعارف
 ہے رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظہری
 حیات میں نہ تھا اس کی ابتداء ولید بن عبد الملک
 اموی کے دور میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے کی
 جبکہ وہ مدینہ طیبہ کے گورنر تھے آہ اسی میں ہے
 کہ ولید کے دور میں مسجد کا طول چالیس گز یا نحو
 اور عرض ایک سو ستر سٹہ یا نحو تھا اور عمارت بنانے
 میں تکلف و تصنیع سے انھوں نے کام لیا آہ علامہ
 محراب جو آج کل مساجد میں متعارف ہے اس دور
 میں نہ تھا آہ انھیں اس پر نور تقریر سے یہ بات
 آشکارا ہو گئی کہ کوئی بھی مسجد خواہ مشعری ہو یا
 صیغی جب سے وہ وقف ہوئی ہے وہ محراب حقیقی
 سے خالی نہیں ہوتی اور یہی وہ مقام ہے جو امام
 الانام علیہ و علی آئمہ الفضل الصلوۃ والسلام کی ظہری
 حیات سے امام کی جگہ بننا بالہذا جس جگہ بھی
 علماء نے امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو سنت
 کہا ہے وہاں یہی محراب حقیقی مراد ہے نہ کہ محراب
 مصوری میں قیام مراد ہے یا اس کے برابر جو اس وقت

سے عمدۃ القاری شرح بخاری قدر کمین ان کیوں میں المصلی والسنۃ مطبوعہ دارۃ الطباعة المنیریہ بیروت ۱۴۰۰ھ
 مکہ جذب القلوب الی دیار المحبوب باب ششم در بیان عمارت مسجد شریف ہوی مطبوعہ مکتبہ تنجید چکن لکھنؤ لاہور ص ۷۳
 مکہ جذب القلوب الی دیار المحبوب باب ہفتم در بیان تقریرات و زیارات کہ فیہ از وصفتہ ص ۸۸

مکروہ گفتہ مراد در محراب صوری استادن
ست بر جبکہ پائے اندر قضاے او باشد بدلیل و
آن اشتباہ حال امام ست بر قولے و تشبہ
پر یہود و شبہ اختلاف مکان
بر قول اصح و وجہ اطلاق
محمد۔

یہی سنت تھا، اور جہاں علماء نے محراب میں امام
کے قیام کو مکروہ قرار دیا ہے وہاں محراب صوری
میں کھڑا ہونا ہے اس طریقہ پر کہ اس کے پاؤں
محراب کے اندر ہوں اس پر دلیل ایک قول کے
مطابق امام کے حال کا مشتبہ ہونا اور ایک قول
پر یہود کے ساتھ تشابہ، لیکن اصح قول کے مطابق
مکان کا مختلف ہو جانا ہے اور ایک وجہ امام محمد کے
قول کا اطلاق ہے۔

اقول مشتبہ ہونے کی علت میں نظر و
اشتباہ ہے کیونکہ یہ اکثر طور پر حاصل نہیں ہوتا مگر
اس صورت میں جب صفت زیادہ لمبی ہو اور یہ
اشتباہ قیام فی المحراب کے بغیر بھی حاصل ہو جائے
بہر حال اس وقت بھی جب محراب اور عمارت نہ ہو
اور یہ بھی محاط ہے کہ کیا تمام مقتدیوں کا امام کو
اپنی اپنی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے کیونکہ نظر
کی ایک حد ہے جس سے تجاوز نہیں ہوتی، تو جس
طرح محراب کے اندر کھڑے ہونے پر امام کے بعد
کی وجہ سے وہ نظر نہیں آتا اس طرح اس کے بغیر
بھی بعد کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ نظر نہ آئے اور
اگر شخص اطلاع کافی ہے خواہ وہ بالواسطہ کسی
مقتدی کے ذریعے ہو تو محراب میں کھڑے ہونے
سے اشتباہ کا پیدا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اور
بلاشبہ آخری بات (وجہ) ہی معتبر ہے ورنہ
ہر وہ شخص جو صفت اول کے بعد والی صفت میں ہو
اسے اشتباہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اسی طرح

اقول فی تعلیل الاشتباہ
نظر واشتبہ فانہ لا یحصل غالباً الا
اذا زاد طول الصف و هو یحصل
بدون التیام فی المحراب بل مع
عدمہ المحراب والبناء اصلہ وایضا ان
مرید اطلاع الكل بنظر نفسه فان
النظر له حد لا یتجاوزہ فکما یحصل
عند قیام الامام فی المحراب لبعده
ما یعجز ایضا بدونہ علی بعد
اخر و انت الکی یا لا اطلاع ولو بواسطہ
من معہ فی الصلوۃ فلا معنی للاشتباہ
بالتیام فی المحراب ولا شک ان
الاخیر هو المعتمد و الا
لو یکن لحصل منہ
بعد العرف الاول بید من
الاشتباہ ولا لمن فی
طرف الاول علی بعد

يمنع النقل الا بالتفامت عن
القبلة ورواها رست مرموم محمد
في الجامة المصغير بالكرامة
ولم يفصل باختلاف المشايخ
في سبها فقبل كونه يصير
مقتضى عنهم في المكان
المحراب في معصية بيت
آخر و ذلك منيع اهل الكتب
واقترع عليه في الهداية و
اختار الامام السرخسي و
قال انه الاوجه وقيل اشتباها
حاله على من في يمينه
ويساره فعمل الاول يكره
مطلقا وعلى الثاني لا يكره
عند عدم الاشتباها وايد الثاني
في الفتاوى امتياز الامام
في المكان مطلوب و تقدمه
واجب وعاية اتفاق الملتين
في ذلك وامر قضاء في الجلية وايد
لكن فاشعه في البحر يامن
مقتضى ظاهر الرواية الكراهة
مطلقا بان امتياز الامام المطلوب
حاصل بتقدمه بلا وقوف في مكان
آخر و لهذا قال في الوصول الجية
وتغيرها اذا ارضى المسجد

اس کو بھی جو صف اول کے اطراف میں اتنا دور
کھڑا ہو کہ نظر سے دیکھ نہ پائے۔ اشتباہ کو دور
کونے کے لئے ان کو اپنے قبلے سے انحراف ضروری ہوگا۔
رواۃ میں ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں اس
محراب میں ہونے پر کراہت کا حکم لگایا ہے اور
کوئی تفصیل نہیں دی اس لئے سبب کے بیان
میں مشائخ کا اختلاف ہوا، ایک یہ ہے کہ امام
ایسی صورت میں ممتاز ہو کر گویا جو جاتا ہے جیسے
وہ کسی دوسرے کو ہے اور اہل کتاب کا
طریقہ ہے۔ ہایہ میں اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔
امام سرخسی نے اسے ہی پسند کیا اور کہا یہی مختار
ہے۔ بعض نے کہا کہ امام اپنے دائیں بائیں مقتدیوں
پر تشبیہ ہو جاتا ہے، پہلی صورت میں ہر حال میں
کراہت ہے اور دوسری صورت میں جب تشبیہ
نہ ہو کر کراہت نہ ہوگی۔ فقہ میں یہ کہتے ہوئے
دوسری کی تائید کی اور کہا کہ امام کا ممتاز مقام پر
کھڑا ہونا تو مطلوب ہے اور اس کا مقدم ہونا
واجب ہے اور اس میں دونوں فرق متفق ہیں
اسے حل میں پسند کیا گیا اور اس کی تائید کی
لیکن جس میں یہ کہتے ہوئے اس سے اختلاف
کیا کہ ظاہر روایت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر حال
میں کراہت ہو اور یہ کہ امام کا مطلوب امتیاز آگے
ہونے سے حاصل ہو جاتا ہے یہ اس کے دوسرے
مقام پر کھڑے ہونے پر موقوف نہیں ہے اسی لئے
دوالجید وغیرہ میں ہے کہ جب مقتدیوں پر مسجد

بعن خلف الامام لا ينبغي له ذلك
 لانه يشبه تباین المکانین اذ یعنی
 وحقیقتہ اختلاف المکان تمنع الجواز
 فتشبهة الاختلاف قو حجب الکراهة
 المحراب وامت کان من المسجد
 فصورته وهیاته اقتضت تشبهة
 الاختلاف اذ ملخصاً قلت ای لا المحراب
 انما هی علامة لمحل قیام الامام لیكون
 قیامه وسط الصف كما هو السنة
 لا لان یقوم فی داخله فهو وان کان
 من بقاع المسجد لکن اشبه مکاناً
 آخر فارث الکراهة ولا یخفی حسن
 هذا کلام فافهم لکن تقد مرات
 التشبه انما یکون فی المذموم وفيما
 قصد به التشبه لا مطلقاً ولعل هذا
 من المذموم مما صلاھ
 کلام الشامی۔

اقول ولا محل المترجی بعد
 ما افادنا قلاحت الولوجیة وغیرھا
 به يشبه تباین المکانین وحقیقتہ
 تفسد تشبهة تکرر بل لوعده
 هذا دلیل بمراسمہ
 کف وشفحاً

تنگ نہ ہو تو امام کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ
 دونوں مقامات کا جدا ہونا لازم آتا ہے اور
 حقیقتہً بلکہ اختلاف جواز نماز سے مانع ہے اور
 جہاں اختلاف کا شبہ ہو وہاں کراہت ہوگی اور
 محراب اگر مسجد میں ہی ہے لیکن اس صورت و
 ہیئت سے شبہ اختلاف پیدا ہوتا ہے اور تلخیصاً
 قلت (میں) شامی، کہتا ہوں، محراب کا
 مقصد یہ ہے کہ وہ قیام امام کی علامت ہو تاکہ
 اس کا قیام صف کے درمیان ہو یہ مقصد نہیں کہ
 امام محراب کے اندر کھڑا ہو۔ محراب اگر چہ مسجد
 کا ہی حصہ ہے لیکن ایک دوسرے مقام کے مشابہ
 ہے لہذا اس سے کراہت ہوگی۔ اس کلام کا حسن
 واضح ہے اسے اچھی طرح محفوظ کرو، لیکن چپکے
 گزرا کہ تشبہ بری بات میں نہ ہو رہا ہے اور
 اسی صورت میں جب تشبہ مقصد ہو ہر حال میں
 مذکورہ نہیں اور ممکن ہے یہ مذموم میں سے ہو۔
 (کلام شامی ختم ہوا)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ "شاید"
 کہنے کا محل نہیں کیونکہ اس نے قول الجبرہ وغیرہ سے
 نقل کر دیا ہے کہ یہ عمل دو جگہوں کے متقابل صف
 ہونے کے مشابہ ہے اور اگر تباین حقیقتہً ہو تو
 اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر تباین
 کا تشابہ ہو تو نماز میں کراہت آئے گی بلکہ اگر اسے

لا یغنی پیدا است کہ اس شبہ و تشبہ و
اشتباه ہم یا ہمیں در محراب صوری سنت
ذہن حقیقی اما قیام محاذات محراب صوری
آنچنان کہ سجدہ در طاق افتد پس
فی نفسہ نہ کراہتے وارد لعدم الوجوه
المتذکورة من التشبه و
التشبه و الاشتباه فیہ
نہ ففیہ لما قد منا انہ
لم یکن فی اصل السنة
محراب صوری و لا محاذاتہ
پس نظر بذات خودش نباشد جز مباح
از نجاست کہ اس راست نگفتہ اند و
چون مکروہ ہم نبود فی قوم را لا باس
آورد نہ آئے اگر قیام محل محراب حقیقی
موافی آید کما هو الغالب لا جرم
سنت باشد نہ ازان رو کہ محاذات محراب
صوری سنت بل ازان حسنت کہ موافقات
محراب حقیقی سنت ازین تحقیق انیق بخدا
روشن شد کہ اگر امام در مسجد صحنی
محراب حقیقی ایستد یقیناً اصابت سنت یافته
باشد و بیچ کراہتے برد بود گو محراب صوری را
محاذی ہم مباشر چنانکہ صحنی در عرض
ازید از سنتی باشد آنگاہ باید کہ از
محاذات طاق بجانب زیادت
میسلم کنند و یوسط صحنی بایستد

مستقل دلیل بنایا جائے تو یہ کافی و شافی ہے
جیسا کہ واضح ہے اعد یہ ظاہرات ہے کہ یہ
شبہ، تشبہ اور اشتباه وغیرہ تمام صورتیں محراب
صوری میں ہیں، نہ کہ حقیقی میں، محراب صوری کی
محاذات میں اس طرح کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب
میں ہو فی نفسہ مکروہ نہیں کیونکہ وجہ نہ کراہت یعنی
شبہ، تشبہ اور اشتباه یہاں نہیں ہیں اور
نہ اس میں کوئی فضیلت ہے کیونکہ ہم نے پہلے بتایا
کر دیا ہے کہ اصل سنت میں نہ محراب صوری ہے
اور نہ اس کی محاذات پس وہ اپنی ذات کے
حوالے سے سوائے مباح کے کچھ نہیں، یہی وجہ
ہے کہ اسے سنت نہیں کہا گیا، چونکہ مکروہ بھی
نہیں تو علماء و فقیہ قوم کے لئے لفظ "لا باس"
لے آئے ہیں، اگر اس کی محاذات کا قیام
محراب حقیقی کے موافق ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر ہوتا
ہے تو اب یہ سنت ہو گا مگر اس کی وجہ محراب
صوری کے محاذی ہونا نہیں بلکہ محراب حقیقی کے
موافق ہونا ہے، بحمد اللہ اس شفاف تحقیق
سے واضح ہو گیا کہ اگر امام مسجد صحنی میں محراب
حقیقی میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ یقیناً سنت
کو پانے والا ہے اور اس پر ہرگز کوئی گرفت
نہ ہوگی اگرچہ وہ محراب صوری کے محاذی نہ ہو
کیونکہ جب مسجد صحنی عرض میں شتوی سے زیادہ
ہو تو اس وقت محراب کی محاذات میں جانب
زیادت کی طرف ہو کر صحنی کے درمیان میں

محراب حقیقی قیام کردہ باشد بدستور و شستوی
نیز اگر طاق و در حاق وسط نبود امام را طاق گزاشته
برسط شستوی عدول باید کہ محراب حقیقی بدست
آید و ولایت افغانستان از علمائے زمانہ کہ
قیام امام را در مسجد صیغی مکررہ گویند دلیل بر آن
از ہمان مسئلہ سنیت قیام فی المحراب چون در
سوالیکہ نز و فقیرہ از ان ولایت آمدہ بود و انہود
ناشی از اشتباہ معنی محراب است حسرتیزان
اورا محراب صوری گماشتند و از حقیقی غفلت
کردہ اند و دانستہ شد کہ قیام در صوری سنت
نیست بلکہ معنی حقیقیش خود مکررہ ہے سنت دانکہ
سنت است مسجد صیغی نیز نقد و وقت سنت
پس کراہت از کمال امام ابن الہمام در فتح ایبسنی
را رنگ ایضاح داد کہ منہود و لولہ
تبع (ای المحادیب) کانت
السنة أن يتقدم في محاذة ذلك
المكان لانه يحاذي وسط
الصف وهو المطلوب اذ قیامہ
في غیر محاذاتہ مکروہ
اے و اگر چنان باشد کہ صیغی
مطلقاً از صلاحیت اقامت جماعت
بررو و زیر کہ آنجا محراب صوری نہاں نیست
و مجرد محاذات اگر چہ از دور بندہ نیست کما

کذا ہونا چاہئے تاکہ محراب حقیقی میں قیام ہو جائے
اسی طرح شستوی میں بھی اگر طاق وسط میں نہیں
تو امام طاق چھوڑ کر شستوی کے وسط میں ہو جائے
تاکہ محراب حقیقی کو پایا جاسکے افغانستان کے
علاقے میں اس وقت کے علماء مسجد صیغی میں امام
کے قیام کو مکررہ قرار دیتے ہوئے یہی دلیل
دیتے ہیں کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے کیونکہ
اس ملک سے فقیر کے پاس یہ سوال آیا ہے اسی
واضح ہوتا ہے کہ انھیں معنی محراب میں اشتباہ ہے
اور انھوں نے محراب صوری مقرر کئے ہیں مگر محراب
حقیقی سے غافل ہو گئے ہیں اور معلوم ہوا کہ
صوری میں قیام سنت نہیں بلکہ اسے حقیقی سمجھا
بذات خود مکررہ ہے اور جو سنت ہے
وہ صیغی مسجد میں بھی درست ہے، پس یہاں
کراہت کہاں! امام ابن الہمام نے فتح القدر
میں اسے واضح کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ بنے ہوئے
نہیں (یعنی محادیب) تو سنت یہ ہے کہ اس
جگہ کے محاذی کھڑا ہوجائے کیونکہ وہ وسط صف
کے محاذی ہے اور یہی مطلوب ہے کیونکہ محاذات کے
علاوہ امام کا قیام مکررہ ہے اور اگر ایسے ہو
کہ صیغی اقامت جماعت کی صلاحیت نہ رکھتی کیونکہ
وہاں محراب صوری نہیں اور صرف محاذات اگرچہ
دور سے جو محراب کی نشانی نہیں ہے جیسا کہ توفی

علمت وقد اختلفوا به والاله يحكموا
بکراهة قیام الامام فی الصیفة
مطلقا وایں برخلاف علی و نیت جملہ امت
ست مسجد را برد در جبہ سرا و گرا از یہیں
رو بخش میکنند کہ بہر موسم اقامت جماعت
بر مسجد نتوانند اگر این پارہ از قیام امام
معطل ماند لا حسیب جماعت را نیز لازم
باشد ہم در پارہ شتوی صغیا بستی کہ
افراد امام بدر جبہ خود مکروہ ست پس از صیفی
ہمسو نیابند مگر بعض قوم در بعض احیان
آنگاہ کہ شتوی ہمسو آمودہ شود و ایں قضیۃ مخالف
نیت و قصد جملہ بانیان و علل و قرار شب عامر
مومنان ست باز در پیشبرد و برآزید و خلاصہ
و ظہیر و خزانۃ المقتی و غیرہ کتب معتبرہ ست
قوم جلوس فی المسجد الداخل
و قوم وقف المسجد الخارج اقام
المؤذن فقام امام من اهل الخارج
فامهم وقام امام من اهل الداخل
فامهم قال من سبق بالمشروح فهو
والمقتدون بہ لا کراہة فی حقہ
چرا بلائے نفی جنس مطلقا سلب مستغرق نمایند چرا
نگویند کہ امام مسجد صیفی و مقتدیانش بہر حال
در گرد و گاہست اند نیز اگر کہ قیام

تکبیر اور جیسا کہ انہوں نے اس کا اعتراف
کیا ہے ورنہ وہ صیفی میں مطلقا قیام امام کو
مکروہ قرار نہ دیتے تاکہ یہ بات تمام امت کے
علی کے خلاف ہے کیونکہ مسجد کے دو درجے
موسم گرام و سرا کے لحاظ سے کئے جاتے ہیں کہ
ہر موسم میں ایک جگہ جماعت نہیں کرائی جاسکتی تو
اگر یہ قصد قیام امام سے معطل ہو تو لازم ہوگا کہ
جماعت بھی شتوی حصہ میں صغیا بنائے
کیونکہ امام کا تنہا ہونا بذات خود مکروہ ہے تو اس
طرح صیفی حصہ سے فائدہ صرف بعض اوقات بعض
لوگ اس وقت ہی اٹھا سکیں گے جب شتوی حصہ
پڑے ہو جائے گا اور یہ بات تمام بانیان و صاحبہ کی
نیت اور علی اور تو انب امت کے خلاف ہے نیز
برآزید، خلاصہ، ظہیر، خزانۃ المقتی و غیرہ کتب
معتبرہ میں ہے کہ کچھ لوگ مسجد کے اندر اور کچھ مسجد کے
صحن میں تھے تو انہوں نے اذان کی اہل خارج میں سے
امام نے جماعت کرائی اسی طرح اندرونیوں میں سے امام
نے جماعت کرائی تو جس نے پہل کر دی وہ امام ہوگا اور
تمام لوگ اس کے مقتدی ہوں گے ان کے حق میں کوئی
کراہت نہ ہوگی کیونکہ یہاں لا نفی جنس انہوں نے
استعمال کیا ہے جو مطلق سلب کا احاطہ کرتا ہے
انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ مسجد صیفی کا امام اس کے
مقتدی بہر حال کراہت میں مبتلا ہوئے کیونکہ انہوں نے

فی المحراب را ترک گفتند بالجہاد میں غلام سے
خاصیت کہ ولایتیان و دیگر حبسزد زمان
احداث کردہ اندازیں باخبر ہوا یہ بود۔

سخن را ندان ماند از استنظار علامہ شامی
عالمہ اللہ بالکف النامی اقول انچہ بالا گفتہ ایم
غایت توجیہ کلام آن فاضل غلام بود و جنوز
گل نظر سے و میدان وارد و ماثور و مورث چنانکہ
دانی ہاں قیام امام و در محراب حقیقی ست
و آن مقام اشرف موضع و صدر مسجد ست چنانکہ
شفیدی پس ترک او ہے مذر شرمی عدول از
افضل و خلاف متوارث العلن و فرنا بسوط و لالت
بر آن نذر کہ اینجا فی نفسہ اصفا منظور نیست بلکہ
غایتش آنست کہ توسط صف سنت خلیفہ محمد (تر)
از آن ست چوں ہر دو دست و گریبان شود اطمینان
پرست توسط دو پس انچہ بدل می چسبہ کلمات
ائمہ را بر اطلاق آئندہ اشتقاق اگر چہ در کمال غرور
باشد غیبہ امام جماعت ثانیہ فی مسجد الحمد را
محراب حقیقی قرار استن ست ہذا اخرا الکلام
فی ہذا المقام و قد اتضح بہ کل صراحہ
والکشف بہ جمیع الادھام و التامت کلمات
الاعۃ الکرام و ما توفیق الایا اللہ الملک العلام و
السلام مع الاکرام علی مولنا عبد السلام واللہ
بیحۃ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ و اتم و احکم۔

محراب میں قیام کو ترک کیا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ یہ
بست بڑی غلطی ہے چنانچہ اس دور میں ان علاقوں میں
پیدا ہوتی ہے اس سے باخبر ہونا چاہئے۔

رہا معاملہ علامہ شامی کے مختار قرار دینے کا تو
میں کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس فاضل
غلام کے کلام کی غایت توجیہ ہے اور جو کچھ منقول
متوارث ہے وہ امام کا محراب حقیقی میں قیام ہے
اور وہ مقام سب سے اعلیٰ اور صدر مسجد ہوتا ہے
جیسا کہ آپ پرچہ کے لفظ اس کا ترک بغیر کسی عذر کے
افضل سے اعراض اور متوارث علن کے خلاف ہے
اور بسوط کا جزیرہ اس پر ولایت نہیں کرنا کہ یہ مقام
فی نفسہ مقصود نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کر صفت کے
در بیان کلمہ ہونا سنت خلیفہ ہے کیونکہ جب دونوں
میں تعارض ہو تو وسط میں کلمہ ہونا سنت اور مختار
ہو گا، ولی غنی بات یہ ہے کہ ائمہ کے کلام کو اپنے
اطلاق پر رکھیں اگرچہ یہ کلمہ وہی بات ہے تاہم اس
سے جملہ کی مسجد میں چلے امام کا حقیقی محراب کو چھوڑنا
مراد ہے، یہ اس مقام میں آخری کلام ہے اور
اس سے پورا مقصد واضح ہو گیا اور تمام ائمہ کا
کلام موافق ہو گیا و ما توفیق الایا اللہ الملک
السلام مع الاکرام علی مولنا عبد السلام
عبد السلام واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
و علمہ جل مجدہ و اتم و احکم۔ (ت)